علوم السنہ
شعبہ حدیث اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

ISSN: 2959-2224 (Online) and 2959-2216 (Print)
Open Access: https://journals.iub.edu.pk/index.php/uas/index
Publisher by: Department of Hadith, The Islamia University of Bahawalpur, Pakistan.

اسلامی تربیت کے خصائص وامتیازات اور اسالیب ومناہج: ایک تحقیقی جائزہ

Features and Distinctions of Islamic Breeding: An Exploratory Review

Ata Ur Rahman Rabbani
Research Scholar, Department of Islamic Thoughts and Culture, NUML Karachi Campus.
Email: ataurrahmanrabbani0@gmail.com

Dr. Shams Ul Haq*
Assistant Professor, Department of Islamic Thoughts and Culture, NUML Karachi Campus.
Email: shams.ulhaq@numl.edu.pk

Dr. Burhan Ullah
Lieutenant Pakistan Navy. Email: farooqi557@gmail.com

Abstract

In the present age, youth occupy an important position and can play a very important role in reforming and improving the world conditions. In Quran several methods are suggested for character building of youth for example following “Uswa-e-Hasna” and by preaching and motivation of youth the fear Allah , the crated in their heard for reforming them. In some cases, the punishment can also reformed of youth. Youth is an important entity of any human society. Particularly in an Islamic society, youth has great significance. Youth is considered as a junction of past, present and future. The role of young generation cannot be neglected in the building of character, changes in circumstances and development of society. Youth should play a positive and effective role against various evils, which are prevalent in human society. What can be the religious social, political, ethical and educational duties of the Muslim? How can they play their role in reformation of society? How can they be bright stars of their country by fulfilling their duties? How can the whole humanity and particularly Islamic Ummah get benefits from their youth? The answers to these questions are central idea and theme of this article, generally in the light of Islam and particularly in the light of seerah-un-nabwiyia. In following lines, it has been tried to impart feelings of high self-esteem in the young generation who have forgotten it. It is an effort to motivate the youth for practical actions.

Keywords: Uswa-e-Hasna, Preaching, Reforms, Ummah, Self-esteem, Motivation

تعارف

اسلامی تربیت ایک ہمہ جہت اور ربانی نظام ہے جو فرد کے عقیدہ، کردار، عقل، جذبات اور عملی زندگی کو نہ صرف اللہ کی رضا کے تابع بناتا بلکہ انسان کو معاشرے کا کارآمد فرد بھی بناتا ہے۔ اس کی بنیاد وحیِ الٰہی، سیرتِ نبویؐ اور صحابہ کرامؓ کے عملی نمونوں پر استوار ہے۔ اسلامی تربیت کا امتیاز یہ ہے کہ وہ محض اخلاقی یا فکری اصلاح تک محدود نہیں بلکہ تزکیۂ نفس، اصلاحِ باطن اور سماجی عدل کے جامع تصور پر مشتمل ہے۔ اس کا منہج انسان کی فطرت سے ہم آہنگ، تدریجی، فطری، اور دائمی ہے۔ تربیت کے قرآنی

* Email of corresponding author: shams.ulhaq@numl.edu.pk

اسالیب میں قصص، امثال، تنبیہ، تبشیر، اور جدلی اسلوب شامل ہیں جو دل و دماغ دونوں کو متاثر کرتے ہیں۔ سیرتِ نبویؐ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تربیت میں رفق، حکمت، تدریج اور عملی نمونہ بنیادی اصول ہیں۔ اس نظام کی ایک امتیازی خوبی یہ ہے کہ یہ عبادات، معاملات، اور اخلاقیات کو یکجا کرتا ہے۔ عصرِ حاضر میں اس کے اسالیب و مناہج کا علمی و عملی جائزہ انتہائی ناگزیر ہے تاکہ تربیت کے اسلامی ماڈل کو مؤثر اور قابلِ عمل بنایا جاسکے۔ اس تحقیقی مطالعے میں انہی خصائص، اسالیب، اور مناہج کا تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

تحقیق کا منہج

زیر نظر تحقیقی مضمون ''اسلامی تربیت کے خصائص و امتیازات اور اسالیب و مناہج۔ ایک تحقیقی جائزہ'' کے عنوان پہ لکھا جارہا ہے۔ اس ضمن میں تربیت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم، اہمیت و اہداف، خصوصیات و امتیازات اور اسالیب و مناہج پہ قرآن و سنت اور اقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روشنی میں معروضات پیش کی جائیں گی۔ تحقیقی مضمون میں زیادہ تر انحصار قرآن مجید اور احادیث مبارکہ پہ کیا گیا ہے۔ آیات کا ترجمہ کنز العرفان سے کیا گیا ہے۔ بنیادی مآخذ کو ترجیح دی گئی ہے

تربیت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

لغوی مفہوم:

لفظ تربیت باب تفعیل کا مصدر ہے، اسی سے لفظ ''رب'' نکلا ہے۔ لغوی طور پہ یہ تین معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے:

الف۔ باب سمع یسمع سے خفی یخفی بمعنی التنشئة والرعاية مانیں تو اس کا مفہوم نرمی اور رعایت برتنا۔ جیسا کہ باری تعالیٰ کا قول ہے:

وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِیْ صَغِیْرًا۔ 1

ترجمہ: اور ان کے لیے نرم دلی سے عاجزی کا بازو جھکا کر رکھ اور دعا کر کہ اے میرے رب! تو ان دونوں پر رحم فرما جیسا ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔

ب۔ باب نصر سے ربا یربو بمعنی زاد ونما مانا جائے تو تب تربیت کا معنی نمو اور زیادتی ہوگی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ یُرْبِی الصَّدَقٰتِ-وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ -2

ترجمہ: اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے، بڑے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔

ج۔ باب نصر سے مضاعف مان لیا جائے بمعنی اصلحه وتولی امره تو اس کا معنی ہوگا اصلاح کرنا اور کسی امر کی ذمہ داری اٹھانا۔

جیسے کہا جاتا ہے: ربیتُ القوم ای کنتُ فوقهم3

اصطلاحی مفہوم:

تربیت کے اصطلاحی مفہوم میں اہل علم مختلف آرا رکھتے ہیں:

الف۔ راغب اصفہانی کے بقول: وهو إنشاء الشيء حالا فحالا إلى حدّ التمام 4 یعنی کسی چیز کو تدریجا نشو نما دے کر حد کمال تک پہنچانا۔

ب۔ امام بیضاوی کے بقول: التربیة هی تبلیغ الشی الی کماله شیا فشیا ثم وصف به تالی للمبالغة کالصوم والعدل[5] یعنی تربیت سے مراد کسی چیز کو درجہ بدرجہ اسکے کمال تک پہنچانا ہے۔ اللہ تعالی کو رب مبالغہ کے لئے کہا گیا جیسا کہ بہت زیادہ روزے رکھنے والے کو صوم اور بہت عدل وانصاف کرنے کو عدل کہتے ہیں۔

ج۔ امام غزالی کے مطابق: "هو التقرب لله تعالى والاستعداد للحياة الأخروية[6] یعنی اللہ تعالی کی قربت اور اخروی زندگی کی تیاری کو تربیت کہا جاتا ہے۔

د۔ ابن سینا کے بقول: "أنها وسيلة إعداد الناشئ للدين والدنيا في آن واحد وتكوينه عقلياً وخلقياً وجعله قادر على اكتساب صناعة تناسب ميوله وطبيعته وتمكنه من كسب عيشه "[7] یعنی یہ نوجوان کو بیک وقت دین اور دنیا کے لیے تیار کرنے، اسے ذہنی اور اخلاقی طور پر تشکیل دینے، اس کے میلان اور فطرت کے مطابق صنعت حاصل کرنے اور روزی کمانے کے قابل بنانے کا ذریعہ ہے۔

ہ۔ ابن خلدون کے خیال میں تربیت کی تعریف ہے "ضرورة العناية بتنمية عقل المتعلم ومراعاة استعداداته العقلية"[8] یعنی سیکھنے والے کے ذہن کی نشوونما اور اس کی ذہنی تیاریوں کے خیال رکھنے کی ضرورت کا نام تربیت ہے۔

ان تمام تعریفات کو ذہن میں رکھتے ہوئے تربیت کی عام فہم اور جامع تعریف یوں کی جا سکتی ہے:

"کسی شخص کی تدریجی طور پہ تمام روحانی، ذہنی، جذباتی، اخلاقی، سماجی اور جسمانی پہلوؤں میں ایک صحت مند، مربوط شخصیت کی تشکیل کے ذریعے پرورش اور اصلاح کرنے کا نام تربیت ہے"۔

قرآن کریم میں مندرجہ ذیل الفاظ تربیت کے مفہوم میں استعمال ہوئے ہیں:

الف۔ اصلاح: اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ-وَ مَا تَوْفِيْقِيْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ-عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ[9]

ب۔ پاک کرنا: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا[10]

ج۔ سکھانا: وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ[11]

د۔ نشوونما: اَوَ مَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَ هُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ[12]

تربیت کی اہمیت وہدف

تربیت کی اہمیت اور اس کے اہداف کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے:

اہمیت

اللہ تعالی کی پیدا کردہ تمام مخلوقات میں سے انسان کی تربیت سب سے زیادہ ضروری اس لئے ہے کہ انسان ہی واحد مخلوق ہے جسے اللہ تعالی نے اصلاح و فساد فی الارض کی صلاحیت سے نوازا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انسان کو بااختیار اور صاحب ارادہ بھی بنا کر دیگر مخلوقات کے مقابلے میں امتیازی خصوصیت سے بہرہ ور فرمایا۔ خیر کی راہ پہ چلانے اور شر کی گزر گاہوں سے بچانے کے لئے اپنے محبوب پیغمبروں کی صورت میں معلمین و مربیین کی ایک بڑی جماعت بھی بھیجی۔ اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات پر طائرانہ ڈالنے سے ہی سمجھ آتا ہے کہ نسلِ جدید کی تربیت و تعلیم کے لئے خالق کائنات نے اپنے بندوں پہ بہت زور دیا ہے جس کا اندازہ اس بات

سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآنی تعلیمات کی رو سے بچے کے وجود میں آنے سے پہلے ہی اللہ نے انبیا کی دعاوؤں کے ذریعے تربیت اولاد کا نرالا اصول سکھایا ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام نے دعا فرمائی

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ۔13

ترجمہ: اے میرے رب! مجھے نیک اولاد عطا فرما۔ تو ہم نے اسے ایک بردبار لڑکے کی خوشخبری سنائی۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا کی:

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ۔[14]

ترجمہ: وہیں زکریا نے اپنے رب سے دعا مانگی، عرض کی: اے میرے رب! مجھے اپنی بارگاہ سے پاکیزہ اولاد عطا فرما، بیشک تو ہی دعا سننے والا ہے۔

عام مومنین کو تلقین کی گئی کہ ان الفاظ میں اللہ تعالی سے اولاد طلب کیا کریں اور اسے مومنین کی صفات میں سے گردانا:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔[15]

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرمااور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔

اسی طرح والدین اور مربیین کو حکم دیا کہ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ۔[16]

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

" أَدِّبِ ابْنِكَ، فَإِنَّكَ مَسْئُولٌ عَنْ وَلَدِكَ، مَاذَا أَدَّبْتَهُ؟ وَمَاذَا عَلَّمْتَهُ، وَإِنَّهُ مَسْئُولٌ عَنْ بِرِّكَ وَطَوَاعِيَتِهِ لَكَ[17]."

اپنے بیٹے کو ادب سکھاؤ؛ کیوں کہ تم سے تمہارے بیٹے کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ تم نے اسے کیا ادب سکھایا؟ اور اسے کیا تعلیم دی؟ اور تمہارے بیٹے سے تمہارے ساتھ حسنِ سلوک اور تمہاری اطاعت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے:

أدبوا أولادكم على ثلاث خصال: حب نبيكم وحب آل بيته وتلاوة القرآن، فإن حملةَ القرآن في ظل عرش الله يوم لاظل إلا ظلهٔ مع أنبيائه وأصفيائه "[18]۔ "اپنے بچوں کو تین باتیں سکھاؤ: اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان کے اہل بیت کی محبت اور قرآن کریم کی تلاوت، اس لیے کہ قرآن کریم کو یاد کرنے والے اللہ کے عرش کے سائے میں انبیاء ساتھ اس روز ہوں گے جس روز اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔"

ذیل میں اسلامی تربیت کی اہمیت وضرورت کے سلسلے میں چند نکات ذکر کئے جاتے ہیں:

الف۔ اسلامی تربیت حیات انسانی کا تعلق ذات باری تعالیٰ سے منظم ومربوط بناتی ہے۔

ب۔ اسلامی تربیت انسان کو دنیا و آخرت کی سعادت و فلاح کا حق دار بناتی ہے ہے۔

ج۔ اسلامی ترنیت ایک مسلمان کی زندگی کو ارد گرد اور معاشرے کے ساتھ منظم، مربوط اور متعلق بناتے ہوئے اسے معاشرے کا کارآمد فرد بناتی ہے۔

د۔ اسلامی تربیت مسلمانوں کے باہمی روابط کو اس طور پہ تقویت پہنچاتی ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں ایثار، تعاطف، تراحم اور محبت کے جذبے سے شریک ہوتے ہیں۔

ہ۔ اسلامی تربیت کا امتیاز ہے کہ انسانی زندگی کے تمام پہلووں میں تناسب، توازن اور اعتدال پیدا کرتی ہے۔

و۔ اسلامی تربیت روحانی اور مادی دونوں پہلووں کو مضبوط کرتی ہے۔[19]

اسلامی تربیت کا ہدف:

اسلامی تربیت کے ہدف دو طرح کے ہیں:

الف۔ عام

ب۔ خاص

خاص ہدف میں اللہ تعالیٰ کا قرب شامل ہے جیسا کہ ماقبل میں امام غزالی کے حوالے سے ذکر کیا گیا۔ البتہ عام اہداف میں مسلم معاشرے کے افراد کے لئے صحیح عقیدہ کی نشوونما، اخلاق حمیدہ کا فروغ، اخوت کا پرچار، فرد کی افادیت کا تیقن، عقلی اور جسمانی مضبوطی و نشوونما شامل ہیں۔

اسلامی تربیت کی خصوصیات

الف۔ الٰہی تربیت: اسلامی تربیت کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہ مقدس اور منزل من اللہ ہے۔ تربیت کے باقی ماڈیولز انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں جن میں طرح طرح کی خامیاں اور کوتاہیاں موجود ہیں، جو کبھی صرف مادیت کا پرچار کرتے ہیں یا صرف مذہب کا، کبھی صرف روحانی نشوونما کا اور کبھی صردف جسمانی نشوونما کا۔

ب۔ کامل تربیت: اسلامی تربیت زندگی اور آخرت کے ہر پہلو میں نہ صرف راہ نمائی مہیا کرتی ہے بلکہ اسلامی تربیت کا مدعا بھی یہی ہے کی دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں سمیٹی جائیں۔ اسلامی تربیت کا رجحان صرف ایک طرف نہیں بلکہ روحانی ترقی سے لیکر جسمانی صفائی ستھرائی تک، سب چیزوں کو شامل ہے۔ قرآن کریم نے اس کو مرکزی حیثیت دی ہے۔ چنانچہ کامیابی کو اس کے تزکیے اور ناکامی کو عدم تزکیہ کے ساتھ معلق کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا۔[20]

ترجمہ: بے شک مراد کو پہنچا جس نے اسے ستھرا کیا اور نامراد ہوا جس نے اسے معصیت میں چھپایا۔

حدیث مبارکہ میں ہے:

الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وأَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ، وفِي كُلٍّ خَيْرٌ[21]

ترجمہ: اللہ کے ہاں قوی مومن بہتر اور پسندیدہ ہے بنسبت ضعیف مومن کے، اور دونوں میں ہی خیر ہے۔

ج۔ عملی تربیت: قرآنی تربیت نظریاتی اور عملہ دونوں پہلووں پہ زور دیتی ہے۔ اجتماعی اور انفرادی زندگی میں قرآن نے عملی پہلو پہ ابھارا ہے اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا کہ ایمان کا گہرا تعلق ہے عمل کے ساتھ اور یہ کی انسان کو اس کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَ اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى۔ [22]

ترجمہ: اور یہ کہ انسان کیلئے وہی ہوگا جس کی اس نے کوشش کی۔

د۔ مسئولیت: انسان میں مراقبہ، محاسبہ اور مسئولیت کا عنصر تربیت اسلامی کا بنیادی مقصد ہے۔ مسئولیت سے یہ شعور آتا ہے کہ جیسے انسان انفرادی طور پہ اپنے اعمال پہ نظر رکھے ہوئے ہے، اللہ تعالی بھی اس پہ نظر رکھے ہوئے ہے۔ یہ خیال اس کو خلوت وجلوت میں اللہ کی حکم عدولی سے روکتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَ نَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚۖ وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ۔ [23]

ترجمہ: اور بیشک ہم نے آدمی کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے اور ہم دل کی رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں۔

ہ۔ تدریجی تربیت: قرآن کریم کا ایک شان نزول ہے جو حوادث وواقعات کی مناسبت سے نازل کیا جاتا رہا نجماً نجماً، جب کبھی کوئی واقعہ پیش آتا تو اس کے حساب سے قرآنی آیات نازل کی جاتیں۔ قرآن کریم میں تربیت کا تدریجی منہج استعمال کیا گیا جیسا کہ شراب کی حرمت کے متعلق قرآن کا اسلوب تدریجی تھا۔ سب سے پہلے ارشاد فرمایا:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ-قُلْ فِيْهِمَاۤ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ-وَ اِثْمُهُمَاۤ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَاؕ۔ [24]

ترجمہ: آپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ تم فرمادو: ان دونوں میں کبیرہ گناہ ہے اور لوگوں کیلئے کچھ دنیوی منافع بھی ہیں اور ان کا گناہ ان کے نفع سے زیادہ بڑا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے شراب اور جوئے کو اثم کبیر یعنی بڑا گناہ کہا۔ اس کے بعد کچھ دنیوی فوائد کی طرف بھی اشارہ کیا۔ دوسری آیت میں فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى۔ [25]

ترجمہ: اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ جاؤ۔

اس آیت میں شراب کا ذکر نہیں لیکن نہایت لطیف انداز میں ایک اصول سکر یعنی نشہ آور چیز کی طرف اشارہ کر دیا اور کہا کی نماز جیسی اہم عبادت کے وقت اس نشہ آور چیز سے دور رہو۔

اب جب مسلمان شراب کو اثم کبیر اور مخل للصلوٰۃ کے طور پہ جان چکے تھے تو اب اللہ تعالی نے قطعی حکم ارشاد فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ [26]

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور قسمت معلوم کرنے کے تیر ناپاک شیطانی کام ہی ہیں تو ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

تربیت کا اسلامی اسلوب

اسلامی تربیت کے اسالیب دراصل باری تعالیٰ کے احکامات، مشیت ایزدی، نبی کریم ﷺ کے افعال و اقوال اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی کے واقعات سے کشید ہیں، جو کی مندرجہ ذیل ہیں:

الف۔ عملی نمونے کے ذریعے تربیت: تربیت کا سب سے موثر ذریعہ عملی نمونے کے ذریعے تربیت دینا ہے۔ اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کی شکل میں عملی نمونے کی مجسم و مکمل صورت اپنے بندوں کی تربیت کے لئے بھیجی تاکہ معاشرہ آپ ﷺ کے پائے مبارکہ کی پیروی کر سکے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔[27]

ترجمہ: بے شک تمہارے لئے رسول اللہ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔

ب۔ تحریک دے کے تربیت کرنا: تعلیم و تربیت کے عمل میں "محرک" بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ انسان اسی وقت سیکھتے ہیں جب ان کے سامنے ایسا مسئلہ آئے جو ان میں اس مسئلہ کو حل کرنے کی تحریک پیدا کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایمانیات، عبادات، اوامر کی ادائیگی اور منہیات و محرمات سے اجتناب کے لیے ترغیب و ترہیب سے بطورِ محرک مدد لی ہے۔ اسلام قبول کرنے اور عقیدۂ توحید اختیار کرنے کی فضیلت بتاتے ہوئے حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لایدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال حبة من خردل من کبر ولا یدخل النار من کان فی قلبه مثقال حبة من ایمان۔[28]

ترجمہ: وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہو گا اور وہ شخص جہنم میں نہیں داخل ہو گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک دفعہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے سوال کیا کہ کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر کیا ہے؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

فان حقه علیهم ان یعبدوه ولا یشرکوا به شیئا قال اتدری ماحقهم علیه اذا فعلوا ذلک قلت اللہ ورسوله اعلم قال ان لا یعذبهم29.

"اللہ کا حق اس کے بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ ان کو عذاب نہ دے۔"

ج۔ خصوصی توجہ کے ذریعے تربیت: موثر تربیت کے لئے خصوصی توجہ دینا بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس ضمن میں معمول کے مطابق پیش آمدہ واقعات و حوادث سے مدد لی جا سکتی ہے۔۔ آپ ﷺ کا عمل اس سلسلے میں واضح اور راہ نما ہے۔ نبی

اکرم ﷺ بازار سے گزرے تو آپ نے مردہ میمنے کو دیکھا، جس سے لوگ کراہت کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کون اسے ایک درہم میں خریدے گا؟ مگر کوئی صحابی تیار نہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کے نزدیک دنیا اس سے زیادہ بے قیمت ہے جتنا یہ مردہ میمنا تمہارے نزدیک بے قیمت ہے۔[30]"

سننے والوں سے سوالات کرنا جسے (Brain Storming) بھی کہا جاتا ہے، توجہ حاصل کرنے کا اکسیر نسخہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے تربیت کے دوران اس تکنیک کا بارہا استعمال کیا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مہینہ، دن اور شہر کے متعلق سوال کیا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ جانتا ہے۔ آپ ﷺ ان تینوں سوالات کے جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

دمائکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام کحرمة یومکم هذا فی بلدکم هذا فی شهرکم هذا۔[31]

"بے شک تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری آبرو تم پر اسی طرح حرام ہے، جس طرح آج کے دن کی حرمت اور اس مہینہ کی حرمت تمھارے اس شہر میں برقرار ہے۔

د۔ مختلف المزاج لوگوں کی رعایت کے ذریعے تربیت: حضور نبی اکرم ﷺ کو مردم شناسی میں خوب مہارت حاصل تھی۔ آپ مخاطبین کے مزاج، فطری صلاحیت اور طبیعت کا مشاہدہ کرتے اور ان کے مزاج اور نفسیات کے مطابق ان کی تربیت فرماتے۔ آپ ﷺ سے مختلف افراد نے مختلف اوقات میں ایک ہی سوال کیا لیکن آپ نے پوچھنے والے کے سماجی اور نفسیاتی پس منظر کے مطابق مختلف جواب ارشاد فرمائے۔ لوگوں کی عقل اور ذہانتوں میں فرق کی رعایت حضور نبی اکرم ﷺ کے اس ارشاد میں ملتی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

امرنا رسول الله ﷺ ان ننزل الناس منازلهم [32]

ہ۔ موقع ومحل کی رعایت کرتے ہوئے تربیت: حضور نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تربیت کے لیے بہتر موقع کی تلاش میں رہتے۔ ایک دفعہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، اس نے عرض کی: متی الساعة یارسول الله ﷺ؟ اے اللہ کے رسول ﷺ! قیامت کب آئے گی؟" ظاہری طور پر یہ ایک عام سا سوال تھا جو کسی کے ذہن میں آسکتا تھا، اس کا جواب سادہ انداز سے دیا جا سکتا تھا۔ مگر جب آپ نے یہ دیکھا کہ ایک شخص پر قیامت کی فکر طاری ہے تو آپ ﷺ نے جواب دینے کی بجائے اس سے سوال کیا: ماذا اعددت لها؟ تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟ جب اس شخص نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کا ذکر کیا تو آپ ﷺ خوش ہو گئے اور آپ نے فرمایا: انت مع من احببت۔ "تو نے جس سے محبت کی، تم اسی کے ساتھ رہو گے۔[33]"

و۔ وعظ ونصیحت کے ذریعے تربیت: بلیغ وعظ و نصیحت کا معاشرے کی تکمیل و تربیت میں بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ مربی کا وعظ سے مقصد متعلم کو خشیت الٰہی، امور آخرت کی تذکیر اور اوامر ونواہی کے زیور سے مرسع ومحلی کرنا ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی تربیت بھی ایسی ہی تھی۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ۔[34]

ترجمہ: یہ لوگوں کو بتانا اور راہ دکھانا اور پرہیز گاروں کو نصیحت ہے۔

ز۔ مسئولیت کے ذریعے تربیت: قرآن کریم مربی اور والدین کو مسئولیت کے اہتمام کے ذریعے تربیت پہ ابھارتا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا۔[35]

ترجمہ: اے ایمان والو، اپنے آپ اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

والدین کے لئے اولاد کو جہنم کی آگ سے بچانا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ انہیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ذریعے جہنم کی آگ سے محفوظ نہ کریں اور ان کی نگرانی واحتساب نہ کریں۔

ح۔ قصص واخبار کے ذریعے تربیت: غور وفکر کے لئے عقل کو متحرک کرنا، عملی میدان میں حقیقت تک پہنچنا اور ماضی سے مستقبل کے فیصلے لینے میں راہ نمائی کے لئے قصص واخبار کا انسانی تربیت میں بڑا اہم کردار ہے۔ مسلمانوں کی تربیت کے لئے اللہ تعالی نے قرآن میں متعدد قصص نقل کرنے کے بعد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ[36]

ترجمہ: بے شک ان کی خبروں سے عقل مندوں کی آنکھیں کھلتی ہیں۔

ط۔ سزا کے ذریعے تربیت: جب کسی طور پہ تربیت میں کامیابی نہ ملے تو ضروری ہے کہ عقوبتی علاج بروئے کار لایا جائے تاکہ امور کو ان کی اصل جگہ پہ لایا جاسکے۔ اس ضمن میں چند ایک چیزیں ذھن میں رکھنی ضروری ہیں:

۱۔ سزا تادیبی (Corrective Punishment) ہو۔ سزا کا مقصد اپنا غصہ اتارنا، انا کو تسکین پہنچانا، ضد اور عناد کی تکمیل نہ ہو بلکہ اخلاص، اچھی نیت اور فرد کے زندگی میں مثبت تبدیلی لانے کی غرض سے سزا دی جائے۔

۲۔ سب کو ایک ہی لاٹھی سے نہ ہانکا جائے، مختلف طبیعت کے افراد کے لئے مختلف سزائیں کار آمد ہوتی ہیں۔ بعض کے لئے ناگواری کا اظہار ہی کافی ہوتا ہے اور بعض کو اچھی خاصی سزا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس ضمن میں یہ فرق کبھی بھی نظر سے اوجھل نہ ہو۔

اسلامی تربیت کے معاشرے پہ اثرات

اسلامی تربیت کے معاشرے پر بے شمار اثرات ہوتے ہیں جو کہ فرد اور معاشرے، دونوں، پر مثبت اثر ڈالتے ہیں، تاہم ذیل میں چیدہ چیدہ اثرات بیان کیے جاتے ہیں:

الف۔ اسلامی فلسفہ حیات کا غلبہ: اسلامی تربیت ایک مسلمان فرد میں اسلامی فلسفہ حیات اور اسلامی نظریے کو راسخ کرتی ہے اور اس کے بر حق ہونے کا کامل یقین پیدا کرتی ہے تاکہ مسلمان معاصر تربیتی نظریات سے مرعوب نہ ہوں اگرچہ یہ نظریات زمانے میں کتنے ہی رائج کیوں نہ ہوں، اُن کے بطلان پہ پہ ایمان ہو۔ ان کے فکری و نظریاتی مغالطوں اور مادی جال کے ذریعے رواج پائے ہوئے نظریات کو خاطر میں نہ لائے۔ اسی ضمن میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ[37]

ترجمہ: اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اپنی طرف سے تمہارے کام میں لگا دیا۔ (پ25، جاثیہ: 13)

اور فرمایا:

وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآىِٕبَیْنِۚ-وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ۔[38]

ترجمہ: اور تمہارے لئے سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا جو برابر چل رہے ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن کو مسخر کر دیا۔

قرآن فرماتا ہے کہ زمین میں موجود سب کچھ انسان کے فائدے کے لئے بنایا:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًاۗ۔[39]

ترجمہ: وہی ہے جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے بنایا۔

ب۔ قول و عمل کی یکسانیت: قول و عمل کی یکسانی ہی وہ قوت ہے جو حق کی تلاش میں نکلنے والوں کے لئے تاثر چھوڑتی ہے۔ قرآنی اصولوں کے مطابق قول و عمل کا تضاد نفاق کی علامت ہے۔ اسلامی تربیتی عمل میں کردار کے غازی ہمیشہ مشعل بردار رہے۔ منافقین کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَاَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَایَفْعَلُوْنَ۔[40]

ترجمہ: اور یہ کہ وہ (ایسی باتیں) کہتے ہیں جنہیں (خود) کرتے نہیں ہیں۔

ایک اور مقام پر قرآن مجید نے نیکی کی ترغیب کرنے والوں کو یوں مخاطب کیا:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔[41]

ترجمہ: کیا تم دوسرے لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالاں کہ تم (اللہ کی) کتاب پڑھتے ہو، تو کیا تم نہیں سوچتے۔

قول و فعل میں تضاد کے حوالے سے قرآن مجید نے حضرت صالح علیہ السلام کے قول کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَمَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ۔[42]

ترجمہ: اور میں یہ (بھی) نہیں چاہتا کہ تمہارے پیچھے لگ کر (حق کے خلاف) خود وہی کچھ کرنے لگوں جس سے میں تمہیں منع کر رہا ہوں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَاتَفْعَلُوْنَ. كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَاللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَاتَفْعَلُوْنَ۔[43]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم وہ باتیں کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں ہو۔ اللہ کے نزدیک بہت سخت ناپسندیدہ بات یہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو خود نہیں کرتے۔

خطیب بغدادی نے حضرت جابرؓ کی روایت کو نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنتی لوگ دوزخیوں پر جھانکیں گے اور پوچھیں گے تمہارے دوزخ میں جانے کا سبب کیا ہے؟ ہم تو تمہاری تعلیم کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گئے تو دوزخی کہیں گے: ہم تمہیں حکم دیتے تھے اور خود عمل نہیں کرتے تھے۔[44]

ج۔ مضبوط کردار: اسلامی تربیت معاشرے میں مضبوط کردار کے حامل افراد متعارف کراتی ہے جو اسلام کی عملی تصویر ہوتے ہیں۔ مضبوط کردار کی حامل شخصیات ایفائے عہد، ادائے امانت، قول سدید، راست بازی اور حق گوئی میں طاق ہوتی ہیں اور یہی اسلامی تربیت کا اثر ہوتا ہے معاشرے پہ۔

د۔ خدا خوفی: اسلامی تربیت کا معاشرے پہ بہت بڑا اثر خدا خوفی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ معاشرے کے تربیت یافتہ افراد میں خدا خوفی کوٹ کوٹ کے بھری ہوتی ہے۔ اسلامی تربیت مسلمان کے شب وروز کو خدا خوفی، تقویٰ، امانت ودیانت، عدل واحسان، عہد وپیمان کا پاس، راست بازی،، طہارتِ کردار اور اخلاقِ حمیدہ کے قالب میں ڈھالتی ہے۔

ہ۔ اجتماعیت: اسلامی تربیت کا معاشرے پہ ایک اثر یہ بھی ہوتا ہے کہ یہ معاشرے میں اجتماعیت، نظم ونسق اور مرتب امور کو فروغ دیتی ہے۔ اسلامی عبادات میں اجتماعیت پہ بہت اجر کی نوید سنائی گئی ہے۔

عبادات میں اجتماعیت کے بارے میں اللہ کا قول ہے:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ۔[45]

ترجمہ: اور نماز قائم رکھو اور زکوۃ دیا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ (مل کر) رکوع کیا کرو۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تُضَعَّفُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَفِي سُوْقِهِ خَمْسَةً وَعِشْرِيْنَ ضِعْفًا[46]

ترجمہ: آدمی کی جماعت سے پڑھی ہوئی نماز کا ثواب اس کی اپنے گھر یا بازار میں (تنہا) پڑھی ہوئی نماز سے پچیس درجے زیادہ ہے۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ؛ فَإِنَّ يَدَ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ، وَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَہُوَ مِنَ الاِثْنَيْنِ اَبْعَدُ۔[47]

ترجمہ: تم جماعت کو لازم پکڑو، اور فرقہ فرقہ ہونے سے بچو، کیونکہ شیطان اکیلے کے ساتھ اور دو سے دور ہوتا ہے۔

جیسا کہ ایک اور ارشاد ہے:

يَدُ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ، فَاتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ، فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ۔[48]

ترجمہ: جماعت کے ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے، اور سوادِ اعظم کی اتباع کرو، جو جماعت سے کٹا وہ جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

و۔ حق گوئی وبے باکی: حق گو، بے باک اور بے خوف بناتی ہے تاکہ مسلمان، معاشرے کو سیدھے راستے پر گامزن رکھنے میں ساعی ہوں اور غلط راہوں پر جانے سے روکیں۔ مسلمانوں کی سب سے بڑی ذمہ داری یہی ہے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے علم بردار بن کر رہیں۔ انھیں برپا ہی اسی لیے کیا گیا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ[49]

ترجمہ: دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت واصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اس فریضہ کی انجام دہی میں کوتاہی سے ایمان میں اشتباہ آجاتا ہے:

جو شخص کسی برائی کو دیکھے تو اسے چاہئے کہ وہ اُسے ہاتھ سے روکے۔ پس اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اسے زبان سے روکے۔ اور اگر اس کی ہمت بھی نہ ہو تو اپنے دل میں اُسے بُرا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔[50]

ایک مسلمان کو یہی تربیت دی گئی ہے کہ وہ جابر حکمران کے سامنے بھی حق گوئی وبے باکی سے گریز نہ کرے۔ اسلامی تربیت کا معاشرے پہ یہ اثر ہوتا ہے کہ حق گو اور بے باک لوگوں کی کثرت ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ أَوْ أَمِيرٍ جَائِرٍ[51]

سب سے افضل جہاد جابر حکمران یا جابر امیر کے سامنے حق بات کہنا ہے۔

ز۔ اخلاص: اسلامی تربیت معاشرے کے افراد میں اخلاص کی صفت پیدا کرتی ہے۔ اسلام میں اخلاص کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اسلام میں اخلاص کی اہمیت مندرجہ ذیل نصوص سے واضح ہوتی ہے:

وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَ يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَ ذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ۔[52]

ترجمہ: اور انہیں صرف یہی حکم دیا گیا تھا کہ اللہ کی عبادت کریں ایک رخ ہو کر خالص اسی کی اطاعت کی نیت سے، اور نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں، اور یہی محکم دین ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا

طُوبَى للمخلصين أُولَئِكَ مصابيح الْهدى تنجلي عَنْهُم كل فتْنَة ظلماء[53]

ترجمہ: خوشخبری ہو اخلاص والوں کے لئے، یہی لوگ ہدایت کے چراغ ہیں، ہر تاریک فتنہ انہی کی بدولت مصفی ہوتا ہے۔

خلاصہ بحث:

نوجوان کسی بھی معاشرے کا اہم سرمایہ ہوتے ہیں، خصوصاً اسلامی معاشرے میں ان کا کردار نہایت اہمیت رکھتا ہے۔ قرآن و سنت میں نوجوانوں کی کردار سازی کے لیے مختلف طریقے بیان کیے گئے ہیں، جیسے اسوۂ حسنہ کی پیروی، وعظ و نصیحت، اور بعض اوقات اصلاحی سزا کا استعمال۔ نوجوان ماضی، حال اور مستقبل کا سنگم ہوتے ہیں، اور ان کی کوششوں سے معاشرتی اصلاح، ترقی اور فلاح ممکن ہے۔ یہ تحریر نوجوانوں میں خود اعتمادی، احساسِ ذمہ داری، اور عملی کردار ادا کرنے کا جذبہ پیدا کرنے کی ایک کوشش ہے، تاکہ وہ معاشرے میں مثبت تبدیلی کا ذریعہ بن سکیں۔

All Rights Reserved © 2025 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات وحواشی

[1] القرآن،۱۷: ۲۴

al-Qur’ān, 17:24

[2] القرآن،۲ :۲۷٦

al-Qur’ān, 2:276

[3] ابن منظور، محمد بن مکرم ،ابو الفضل جمال الدین ، لسان العرب،نشر ادب الحوذه، قم ایران، ص ۳۵٦۳۔

Ibn Manẓūr, Muḥammad ibn Mukarram Abū al-Faḍl Jamāl al-Dīn, Lisān al-‘Arab, Nashr Adab al-Ḥawzah, Qum, Īrān, p. 3563.

[4] ابو القاسم، الحسین بن محمد المعروف ب الراغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن ، مکتبه نزار المصطفی،ج۱،ص ۱۴۸۔

Abū al-Qāsim al-Ḥusayn ibn Muḥammad al-ma‘rūf bi al-Rāghib al-Iṣfahānī, al-Mufradāt fī Gharīb al-Qur’ān, Maktabat Nizār al-Muṣṭafā, vol. 1, p. 148.

[5] بیضاوی، عبداللہ بن عمر بن محمد ، انوار التنزیل واسرار التاویل، دار صادر، مصر، جلد ۱، ص ۱۴۔

Bayḍāwī, ‘Abd Allāh ibn ‘Umar ibn Muḥammad, Anwār al-Tanzīl wa Asrār al-Ta’wīl, Dār Ṣādir, Miṣr, vol. 1, p. 14.

[6] غزالی، محمد بن محمد، ایہا الولد ، دار المنہاج، ص ٦۔

Ghazālī, Muḥammad ibn Muḥammad, Ayyuhā al-Walad, Dār al-Minhāj, p. 6.

[7] ایضاً

Ibid

[8] ابوزید، عبد الرحمن بن محمد بن محمد بن خلدون، ولی الدین التونسی الحضرمی الاشبیلی المالکی، مقدمه ابن خلدون، مطبع الادبیه، بیروت، لبنان، ج۱، ص ۴۱۰۔

Abū Zayd, ‘Abd al-Raḥmān ibn Muḥammad ibn Muḥammad ibn Khaldūn, Walī al-Dīn al-Tūnisī al-Ḥaḍramī al-Ashbīlī al-Mālikī, Muqaddimat Ibn Khaldūn, Maṭba‘at al-Adabiyyah, Bayrūt, Lebanon, vol. 1, p. 410.

[9] القرآن،۱۱ :۸۸

al-Qur’ān, 11:88

[10] القرآن،۹۱ : ۱۰

al-Qur’ān, 91:10

[11] القرآن ،۲ :۱۲۹

al-Qur’ān, 2:129

[12] القرآن ،۴۳ :۱۸

al-Qur’ān, 43:18

[13] القرآن،۳۷: ۱۰۰۔۱۰۱

al-Qur’ān, 37:100–101

[14] القرآن،۳: ۳۸

al-Qur’ān, 3:38

[15] القرآن،۲۵ :۴۷

al-Qur’ān, 25:47

[16] القرآن،۶۶: ٦

al-Qur’ān, 66:6

[17] بیہقی، ابوبکر احمد بن حسین، شعب الإیمان، مکتبة الرشد للنشر والتوزیع بالریاض، ۱۱/ ۱۳۵۔

Bayhaqī, Abū Bakr Aḥmad ibn Ḥusayn, Shu‘ab al-Īmān, Maktabat al-Rushd li al-Nashr wa al-Tawzī‘, Riyāḍ, vol. 11, p. 135.

[18] سیوطی، جلال الدین بن ابو بکر ،الجامع الصغیر، دار الکتب العلمیة بیروت۔ لبنان1 : 25، حدیث نمبر: 311۔

Suyūṭī, Jalāl al-Dīn ibn Abī Bakr, al-Jāmi‘ al-Ṣaghīr, Dār al-Kutub al-‘Ilmiyyah, Bayrūt, Lebanon, vol. 1, p. 25, ḥadīth no. 311.

[19] الزنتاني، عبدالحميد الصيد، اسس التربيه الاسلاميه فی السنة النبويه، الدار العربية ليبيا، ص. ۴۰-

al-Zintānī, ‘Abd al-Ḥamīd al-Ṣayd, Usus al-Tarbiyah al-Islāmiyyah fī al-Sunnah al-Nabawiyyah, al-Dār al-‘Arabiyyah, Libya, p. 40.

[20] القرآن،۹۱: ۱۰-۹

al-Qur’ān, 91:9–10

[21] نیشابوری، مسلم ابن الحجاج، صحیح مسلم، مکتبہ رحمانیہ، حدیث نمبر: ۱۵۴۰۔

Naysābūrī, Muslim ibn al-Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, Maktabat Raḥmāniyyah, ḥadīth no. 1540.

[22] القرآن،۵۳: ۳۹

al-Qur’ān, 53:39

[23] القرآن، ۵۰: ۱٦

al-Qur’ān, 50:16

[24] القرآن،۲: ۲۱۹

al-Qur’ān, 2:219

[25] القرآن،۴: ۴۳

al-Qur’ān, 4:43

[26] القرآن،۵: ۹۰

al-Qur’ān, 5:90

[27] القرآن،۳۳: ۲۱

al-Qur’ān, 33:21

[28] ترمذی، محمد بن عیسی بن سورہ،السنن الترمذی، مکتب المعارف للنشر والتوزیع ، ج: 4، ص: 360۔

Tirmidhī, Muḥammad ibn ‘Īsā ibn Sawrah, al-Sunan al-Tirmidhī, Maktabat al-Ma‘ārif li al-Nashr wa al-Tawzī‘, vol. 4, p. 360.

[29] ایضاً ،ص۲٦

Ibid, p. 26

[30] ایضاً، ص٦٦١

Ibid, p. 661

[31] ایضاً، ص۴٦١

Ibid, , p. 461

[32] نیشابوری، مسلم بن الحجاج القشیری، مقدمہ صحیح مسلم، مکتبہ رحمانیہ (تعلیقا)، ، ج۱، ص٦۔

Naysābūrī, Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī, Muqaddimat Ṣaḥīḥ Muslim, Maktabat Raḥmāniyyah (ta‘līqan), vol. 1, p. 6.

[33] البخاری، محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری، باب علامة حب الله عز وجل، مکتبہ رحمانیہ، پاکستان، حدیث نمبر ٦١٧١۔

Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Bāb: ‘Alāmāt Ḥubb Allāh ‘Azza wa Jalla, Maktabat Raḥmāniyyah, Pakistan, ḥadīth no. 6171.

[34] القرآن،۳: ۱۳۸

al-Qur’ān, 3:138

[35] القرآن،۶۶: ٦

al-Qur’ān, 66:6

[36] القرآن،۱۲: ۱۱۱

al-Qur’ān, 12:111

[37] القرآن،۴۵: ۱۳

al-Qur’ān, 45:13

[38] القرآن،۱۴: ۳۳

al-Qur’ān, 14:33

[39] القرآن،۲: ۲۹

al-Qur’ān, 2:29

[40] القرآن،۳۶: ۲۲٦

al-Qur’ān, 36:226

[41] القرآن،۲ :۴۴

al-Qur’ān, 2:44

[42] القرآن،۱۱ :۸۸

al-Qur’ān, 11:88

[43] القرآن،۶۱ :۲-۳

al-Qur’ān, 61:2–3

[44] السیوطی ،جلال الدین عبدالرحمٰن بن کمال الدین ابی بکر، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، مکتبة البشری، پاکستان،ج۱، ص ۱۷۶۔

Suyūṭī, Jalāl al-Dīn ‘Abd al-Raḥmān ibn Kamāl al-Dīn Abī Bakr, al-Durr al-Manthūr fī al-Tafsīr bi al-Ma’thūr, Maktabat al-Bushrā, Pakistan, vol. 1, p. 176.

[45] القرآن،۲ :۴۳

al-Qur’ān, 2:43

[46] البخاري، محمد ابن اسماعيل، صحيح البخارى، كتاب : الجماعة والإمامة، باب : فضل صلاة الجماعة، 1 / 232، حديث نمبر : 620؛ القشیری،مسلم ابن الحجاج، صحيح مسلم، كتاب: المساجد ومواضع الصلاة، باب : فضل صلاة الجماعة وانتظار الصلاة، مكتبة البشرى، 1 / 459، حديث نمبر : 649۔

Bukhārī, Muḥammad ibn Ismā‘īl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb: al-Jamā‘ah wa al-Imāmah, Bāb: Faḍl Ṣalāt al-Jamā‘ah, vol. 1, p. 232, ḥadīth no. 620; Qushayrī, Muslim ibn al-Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, Kitāb: al-Masājid wa Mawāḍi‘ al-Ṣalāh, Bāb: Faḍl Ṣalāt al-Jamā‘ah wa Intiẓār al-Ṣalāh, Maktabat al-Bushrā, ḥadīth no. 649.

[47] البیہقی، احمد ابن الحسین،جامع شعب الایمان للبیہقی، ط:مکتبة الرشد، ج:۱۳، ص:۴۲۶، الحدیث:۱۰۵۷۴۔

Bayhaqī, Aḥmad ibn al-Ḥusayn, Jāmi‘ Shu‘ab al-Īmān li al-Bayhaqī, Ṭ: Maktabat al-Rushd, vol. 13, p. 426, ḥadīth no. 10574.

[48] سلمانی، حسن بن محمد، الجامع الصحیح للسن والمسانید، دار النشر والتوزیع، ج:۴، ص:۲۴۵۔

Salmānī, Ḥasan ibn Muḥammad, al-Jāmi‘ al-Ṣaḥīḥ li al-Sunan wa al-Masānīd, Dār al-Nashr wa al-Tawzī‘, vol. 4, p. 245.

[49] القرآن،۳ :۱۱۰

al-Qur’ān, 3:110

[50] القشیری، مسلم ابن الحجاج، صحیح مسلم، مکتبة البشریٰ، پاکستان، ج۱،حدیث نمبر:۴۹۔

Qushayrī, Muslim ibn al-Ḥajjāj, Ṣaḥīḥ Muslim, Maktabat al-Bushrā, Pakistan, vol. 1, ḥadīth no. 49.

[51] ترمذی،ابوعیسی محمد بن سورہ بن شداد،جامع الترمذي ، كتاب الفتن، باب ما جاء أفضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر، ۴ /۴۷۱، حدیث نمبر : ۲۱۷۴۔

Tirmidhī, Abū ‘Īsā Muḥammad ibn Sawrah ibn Shaddād, Jāmi‘ al-Tirmidhī, Kitāb al-Fitan, Bāb: Mā Jā’a Afḍal al-Jihād Kalimat ‘Adl ‘Inda Sulṭān Jā’ir, vol. 4, p. 471, ḥadīth no. 2174.

[52] القرآن،۹۷ : ۵

al-Qur’ān, 97:5

[53] السيوطي ،عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين، الدر المنثور،دار الفكر – بيروت، ، ج ۲، ص، ۷۲۲۔

Suyūṭī, ‘Abd al-Raḥmān ibn Abī Bakr Jalāl al-Dīn, al-Durr al-Manthūr, Dār al-Fikr, Bayrūt, vol. 2, p. 722.